زین السجّاد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں

فرزدق تمیمی کا قصیدہ میمیہ

ایک تحقیقی مطالعہ

اُسید الحق قادری بدایونی

زین السجاد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی شان میں

فرزدق تمیمی کا قصیدۂ میمیہ

ایک تحقیقی مطالعہ

تحقیق و ترجمہ

اسید الحق قادری بدایونی

سلسلۂ مطبوعات (103)

کتاب:	فرزدق تمیمی کا قصیدۂ میمیہ ایک تحقیقی مطالعہ
تصنیف:	اسید الحق قادری بدایونی
طبع اول:	محرم ۱۴۳۵ھ/نومبر ۲۰۱۳ء

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in

Distributor
Maktaba Jam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
New Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

محبّ اہل بیت حضرت امام محمد بن ادریس شافعی

کی خدمت میں

جن کے یہ اشعار حقیقت اور عقیدت دونوں کے ترجمان ہیں

یا آل بیت رسول الله حبكم　　　فرض من الله فى القرآن أنزله

يكفيكم من عظيم الفخر أنكم　　　من لم يصل عليكم لا صلاة له

ترجمہ: اے اللہ کے رسول کے اہل بیت! آپ کی محبت ایسا فرض ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمایا ہے۔ آپ کے عظیم فخر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو شخص نماز میں آپ پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

اسید الحق قادری

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۰۰ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

زیر نظر کتاب صاحبزادۂ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی کی ایک تازہ کاوش ہے، جو اہل محبت واہل عقیدت اور اہل تحقیق واہل نظر سب کے لیے دلچسپ اور مفید ہے۔ اہل بیت اطہار سے محبت دراصل حضور اکرم ﷺ سے ہی محبت کی ایک شاخ ہے، یہ قصیدہ محبت اہل بیت میں سرشار ہوکر نظم کیا گیا ہے جو آج بھی پڑھنے والوں کو محبت، عقیدت اور جاں نثاری کا پیغام دیتا ہے، امید ہے کہ تاج الفحول اکیڈمی کی یہ پیشکش مقبول خاص وعام ہوگی۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری

جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

قصیدۂ میمیہ ایک تحقیقی مطالعہ

☆☆☆

ابتدائیہ

مصر کے مشہور محدث ومحقق اور شعلہ بیان خطیب علامہ ڈاکٹر فواد شاکر مدظلہ محبت اہل بیت پر خطاب فرما رہے تھے، دوران خطاب انہوں نے صحن کعبہ والے واقعے کی منظر کشی کر کے کچھ اِس انداز میں زیرنظر قصیدے کے چند اشعار سنائے کہ پورے مجمع پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ انہوں نے شاید قصیدے کے ۴؍شعر سنائے تھے، جن میں صرف تین ہی سمجھ میں آئے، چوتھا شعر داد اور نعروں کے شور میں دب گیا۔

یہ واقعہ غالبًا ۲۰۰۱ء کا ہے۔ اِس قصیدے سے یہ میری پہلی واقفیت تھی۔اس کے بعد کسی کتاب میں اس کے چند شعر نظر سے گزرے، چونکہ ان اشعار کے ممدوح حضرت امام زین العابدین سے ایک قلبی لگاؤ تھا اس لیے یہ شعر فوراً یاد ہوگئے۔مَیں نے اپنی کئی تقریروں میں موقع محل کی مناسبت سے یہ اشعار اوران سے متعلق واقعہ بیان بھی کیا، مگر اس پورے عرصے میں نہ تو کبھی پورا قصیدہ نظر سے گزرا اور نہ کبھی اِس کو تلاش کرنے کا خیال آیا۔

دو سال پہلے عرس قادری ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۱ء میں دوران تقریر مَیں نے اِس قصیدے کے کچھ اشعار پڑھے تھے، اِس کے کچھ عرصہ بعد مَیں نے ایک خواب دیکھا، غور وخوض کرنے کے بعد اُس کی تعبیر یہ سمجھ میں آئی کہ مجھے اِس قصیدے کا ترجمہ کرنا چاہیے۔کتب خانۂ قادریہ میں تھوڑی تلاش وجستجو کے بعد مکمل قصیدہ اور اس کے متعلق کچھ ضروری معلومات دستیاب ہوگئیں۔مَیں نے قصیدے کا آسان اردو ترجمہ اور اس کے متعلق بعض ضروری گوشے ایک مضمون کی شکل میں ترتیب دے کر محبّ گرامی مولانا خوشتر نورانی کو ارسال کر دیے، انہوں نے یہ مضمون اپنے ماہنامہ جام نور (شمارہ اگست ۲۰۱۲ء) میں شائع کر دیا۔

کچھ ماہ قبل لاہور کے ایک فعال اور بلند حوصلہ نوجوان جناب رضاء الحسن (مالک مکتبہ دار الاسلام، لاہور) نے خواہش ظاہر کی کہ وہ مذکورہ مضمون کتابچے کی شکل میں اپنے مکتبے سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔مَیں نے بخوشی اجازت کے ساتھ مضمون کی سافٹ کاپی بھی ان کی خدمت میں بھیج دی۔انہوں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس پر گرامی قدر مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری سے تقریظ لکھوالیں، مَیں نے یہ تجویز بھی بخوشی منظور کر لی، کیوں کہ عربی شعر وادب اور اس کی

تاریخ مکرمی ممتاز صاحب کا خاص موضوع ہے، وہ میرے دیرینہ کرم فرما ہیں اور از ہر شریف کے رشتے سے میرے سینیر اور بڑے بھائی ہیں۔ رضاء الحسن صاحب نے ممتاز صاحب سے تقریظ حاصل کر کے کتاب اشاعت کے لیے تیار کر لی، لیکن کسی وجہ سے اُس وقت اس کی اشاعت عمل میں نہیں آسکی۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے سالنامہ 'اہل سنت کی آواز' شائع ہوتا ہے، اِس مرتبہ اہل بیت اطہار پر اس کا خصوصی شمارہ شائع کیا جارہا ہے، حسن اتفاق کہ مجھے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات وشخصیت پر لکھنے کا حکم ہوا۔ مَیں نے اس سالنامے کے لیے امام زین العابدین کی حیات وشخصیت پر ایک مضمون قلم بند کیا، پھر خیال آیا کہ اس کو اپنے گذشتہ مضمون کے ساتھ ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ مَیں نے جام نور میں شائع شدہ مضمون پر نظر ثانی کی، قصیدے سے متعلق بعض گوشے جو مضمون کی اشاعت کے بعد نظر میں آئے تھے ان کا اضافہ کیا، اس طرح زیرِ نظر کتاب مرتب ہوئی اور اب اہل ذوق اور محبانِ اہل بیت کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

جناب رضاء الحسن صاحب اب دوبارہ مستعد ہو گئے ہیں اور عنقریب یہ کتاب لاہور سے بھی شائع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

رب قدیر ومقتدر اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے، رسول اور آل رسول (علیہ وعلیہم السلام) کی اطاعت، کامل محبت اور سچی عقیدت عطا فرمائے۔ دنیا میں ان کی برکات سے سرفراز فرمائے، ان کے محبین اور خدام کے زمرے میں حشر فرمائے اور قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

اسید الحق قادری
خانقاہ عالیہ قادریہ، بدایوں

۱۱رذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
۱۷را کتوبر ۲۰۱۳ء

☆☆☆

تقریظ

مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری
(اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف فیصل آباد، پاکستان)

بادشاہوں کے دربار میں لہک لہک کر قصائد سنانا اور پھر داد وتحسین اور انعام واکرام حاصل کرنا بعض پیشہ ور عرب شعرا کو بھلا محسوس ہوتا تھا۔ مگر ایسے شعرا کو عربی ادب کے ناقدین نے ''الشعراء المتکسبون'' کے عنوان سے یاد کیا ہے۔ جذبوں کی سچائی اور احساسات کی حرارت سے عاری شاعری کو بے روح قرار دیا گیا ہے۔ ایسی شاعری میں الفاظ کے موتی اگرچہ بڑی خوبصورتی سے پروئے گئے ہوں تخیل کی پرواز بھی بلند ہو، مگر ناقدین اسے معیاری شاعری تسلیم نہیں کرتے، کیوں کہ جذبوں اور احساسات کی سچائی کے بغیر الفاظ کو دھڑکنیں نصیب نہیں ہوتیں اور دلوں کو وجد سے آشنائی نہیں ملتی۔

چمنستان اہل بیت کے گل سر سبد سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں لکھے گئے زیر نظر 'قصیدۂ میمیہ' کے شاعر فرزدق تمیمی کو اپنے منفرد لب و لہجے کے سبب عربی ادب کی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے، مگر اسے شہرتِ دوام ایک ایسے فی البدیہ قصیدے کی وجہ سے حاصل ہوئی جس پر اسے اموی ولی عہد ہشام بن عبدالملک کی طرف سے نہ صرف یہ کہ صلہ اور ستائش کی امید نہ تھی بلکہ اس کی ناراضگی کا یقینی امکان بھی موجود تھا اور ہوا بھی یہی کہ فرزدقؔ کو اس قصیدے کی پاداش میں عملی طور پر قید و بند کی صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔ یہ فرزدقؔ کے جذبہ محبت اہل بیت کی سچائی تھی کہ ظلم و جبر کے سایے اسے خوف زدہ نہیں کر پائے۔ پھر جب سیدنا علی زین العابدین نے انعام کے طور پر اسے بارہ ہزار درہم بھجوائے تو اس نے بہ صد ادب واحترام انعام قبول کرنے سے یہ کہتے ہوئے معذرت کر لی کہ اس نے یہ قصیدہ محض اللہ کی رضا کے لیے لکھا تھا۔

فرزدقؔ کے حوالے سے اس کے ماضی کے تناظر میں مؤرخین نے کچھ بھی لکھا ہو مگر اِس قصیدے نے اسے ایسے مقام پر لا کھڑا کیا کہ اہلِ دل نے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت کی قوی امید ظاہر کی، اس لیے کہ ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید بہانمی جوید

فرزدق کے جذبے کی سچائی اس کے لکھے ہوئے قصیدۂ میمیہ کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ حرف حرف سے محبت اہل بیت کی مہک پھوٹتی ہے اور مشام جاں کو معطر کیے جاتی ہے۔

فرزدق کو اس کے زیرِنظر قصیدے کی بدولت حاصل ہونے والی جس نعمت کا اہل دل نے اظہار فرمایا اس کے سبب دردِ دل سے آشنا ہمارے فاضل دوست اور ایک علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ حضرت علامہ اسید الحق محمد عاصم قادری بدایونی حفظہ اللہ کو اس قصیدۂ میمیہ سے ایسی انسیت ہوئی کہ انہوں نے عوام الناس کے افادے کے لیے اِس قصیدے کا ایک تحقیقی مطالعہ اور اردو ترجمہ پیش کر دیا۔ انہوں نے فرزدق کی مغفرت کے حوالے سے لکھے گئے پُر امید کلمات تحریر کرنے کے بعد فرمایا کہ ''اہل علم اور صاحبان دل کے ان اقوال کو دیکھ کر یہ گناہ گار راقم الحروف بھی اس قصیدے کے ترجمہ کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کرنے کے صلے میں رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ سے شفاعت اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کا امیدوار ہے''۔

حضرت محدث اعظم پاکستان کے ایک شاگرد مولانا عبدالغفار ظفر صابری نے کہا تھا:

بڑا ہی صاحب توقیر ہوں مَیں　　　نبی کی آل کا قطمیر ہوں مَیں

اللہ تعالیٰ حضرت مترجم کے علم اور قلم کو مزید تابانیاں عطا فرمائے اور آپ کی اس تحقیق کو اہل دل کے لیے اہل بیت سے وابستگی کو مزید پختگی کا ذریعہ بنائے۔

ممتاز احمد سدیدی　　　۱؍شعبان ۱۴۳۴ھ

لاہور، (پاکستان)　　　۱۰؍جون ۲۰۱۳ء

☆☆☆

تمہید و تعارف

بنو امیہ کا دور حکومت ہے، حج کے موسم میں ہزاروں بندگان خدا حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے دور دور سے کھنچے چلے آ رہے ہیں، صحن کعبہ میں ازدحام کا یہ عالم ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے۔ اس حج کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس سال خلیفۃ المسلمین کا بیٹا ہشام بن عبدالملک بھی ملک شام سے سفر کر کے حج بیت اللہ کے لیے آیا ہے، اس کے ساتھ اراکین سلطنت اور اعیان مملکت کے علاوہ اس کے بہت سے شامی دوست بھی ہیں۔ اس حج میں عہد اموی کا مشہور شاعر ابوفراس ہمام بن غالب فرزدق تمیمی بھی ہے۔

ہشام بن عبدالملک حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے آگے بڑھا، شاید اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ شاہ زادگی دنیاوی کروفر اور شان و شوکت دیکھ کر لوگ اس کے سامنے سے ہٹ جائیں گے اور وہ بہ آسانی حجر اسود کا بوسہ لے لے گا۔ لیکن لوگوں نے ہشام اور اس کے لاؤلشکر کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی، کچھ دیر بھیڑ میں دھکے کھانے کے بعد ہشام نے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ ترک کیا اور مطاف کے ایک کنارے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی درمیان گلستان نبوت کے گل سرسبد، خانوادۂ شیر خدا کے چشم و چراغ، خاتون جنت کے لخت جگر اور امام عالی مقام کے صاحبزادے امام زین العابدین علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) صحن کعبہ میں داخل ہوئے، جیسے ہی لوگوں کی نظر امام زین العابدین کے چہرۂ انور پر پڑی بھیڑ کائی کی طرح پھٹ گئی، آپ پورے اطمنان کے ساتھ حجر اسود کے پاس پہنچے اور اس کو بوسہ دے کر طواف کا آغاز کیا، دوران طواف آپ جس طرف سے بھی گزرتے لوگ ادب و احترام سے ایک طرف ہٹ جاتے۔ ہشام کے ساتھ جو لوگ شام سے آئے تھے ان کے لیے یہ بڑا حیرت انگیز نظارہ تھا کیوں کہ وہ کچھ دیر پہلے مملکت بنو امیہ کے شہزادے کی قدر و منزلت دیکھ ہی چکے تھے۔ انہیں میں سے کسی شخص نے ہشام سے پوچھا کہ ''یہ کون ہے؟''۔

ہشام امام زین العابدین کو خوب اچھی طرح جانتا پہچانتا تھا، مگر وہ پہلے ہی ان شامیوں کے

سامنے خفت محسوس کر رہا تھا اس نے سوچا کہ اگر ان نوجوان کے بارے میں ان کو بتاؤں تو کہیں یہ شامی انہیں کی طرف مائل نہ ہو جائیں، یہ سوچ کر اس نے تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے یک گونہ اہانت آمیز لہجے میں جواب دیا کہ ''مَیں نہیں جانتا یہ کون ہے''۔

ابوفراس فرزدقؔ قریب ہی کھڑا ہوا تھا، اس کو اہل بیت نبوت کے اس گل سرسبد کی یہ اہانت برداشت نہیں ہوئی، اس کی اسلامی غیرت بیدار ہوئی اور وہ شامی کی طرف متوجہ ہو کر بولا کہ مَیں ان کو جانتا ہوں، مجھ سے پوچھو یہ نوجوان کون ہے؟ شامی نے کہا کہ بتاؤ یہ کون ہیں؟ فرزدق نے امام زین العابدین کی شان میں فی البدیہ ایک فصیح و بلیغ قصیدہ نظم کر کے برجستہ سنا دیا۔ اس نے کہا کہ:

یہ وہ مقدس شخصیت ہے کہ جس کے نقش قدم کو وادئ بطحا (یعنی مکہ مکرمہ) پہچانتی ہے اور بیت اللہ (یعنی کعبہ) اور حل وحرم سب ان کو جانتے پہچانتے ہیں۔

یہ تو اس ذات گرامی کے لخت جگر ہیں جو اللہ کے تمام بندوں میں سب سے بہتر ہیں (یعنی حضور اکرم ﷺ) یہ پرہیز گار، تقویٰ والے، پاکیزہ، صاف ستھرے اور قوم (قریش) کے سردار ہیں۔

جب ان کو قبیلہ قریش کے لوگ دیکھتے ہیں تو ان کو دیکھ کر کہنے والا یہی کہتا ہے کہ ان کی بزرگی وجواں مردی پر بزرگی وجواں مردی ختم ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ ''یہ کون ہیں؟'' ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، جس ذات گرامی (کو پہچاننے) سے تو انکار کر رہا ہے ان کو تو عرب وعجم سب جانتے ہیں۔

یہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لخت جگر ہیں، اگر تو ان کو نہیں جانتا (تو سن لے کہ) ان کے محترم نانا (حضور اکرم ﷺ) پر انبیائے کرام کے سلسلے کا اختتام ہوا ہے۔ (ترجمہ اشعار)

فی البدیہ اور برجستہ ہونے کے باوجود یہ قصیدہ نہ صرف یہ کہ زبان وبیان کی رو سے نہایت اعلیٰ پیمانے کا تھا بلکہ اس میں امام زین العابدین کے خاندانی اور ذاتی تمام فضائل وکمالات بڑی عمدگی اور فنکارانہ مہارت سے نظم کر دیے گئے تھے۔ اس لیے یہ قصیدہ محبان اہل بیت اور ارباب شعر وادب دونوں کے یہاں معروف ومقبول رہا ہے۔

☆☆☆

زین السجاد امام زین العابدین علی بن حسین
ایک تعارف

امام زین العابدین شہزادۂ گلگوں قبا، شہید اعظم، امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شہزادے اور حضرت علی مرتضیٰ وخاتون جنت کے پوتے ہیں۔ خاندانی نجابت وشرافت کے ساتھ ساتھ ذاتی اوصاف وکمالات کی بنیاد پر معاصرین میں نمایاں شرف وفضیلت رکھتے ہیں۔ زہد وتقویٰ، جود وسخا، تواضع وانکساری اور غربا پروری میں ضرب المثل ہیں۔ شب بیداری، عبادت گزاری اور سجدہ ریزی میں ایسے ممتاز ہوئے کہ ''زین العابدین'' اور ''زین السجاد'' کے لقب سے یاد کیے گئے۔

نسب مبارک اور ولادت:

آپ کا نسب مبارک اس طرح ہے: امام زین العابدین علی العلوی الہاشمی المدنی بن امام حسین بن امام علی مرتضیٰ بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف۔

آپ کی والدہ کا نام سلامہ یا سلافہ یا غزالہ ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ بادشاہ فارس یزدجرد کی صاحبزادی تھیں۔ حافظ ابن کثیر نے زمخشری کی 'ربیع الابرار' کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یزدجرد بادشاہ فارس کی تین بیٹیاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قیدی بن کر مدینہ لائی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک حضرت عبداللہ ابن عمر کے حصے میں آئیں، جن سے حضرت سالم بن عبداللہ کی ولادت ہوئی۔ دوسری حضرت محمد بن ابی بکر کو دی گئیں، جن سے حضرت قاسم پیدا ہوئے۔ تیسری حضرت امام حسین کو دی گئیں، جن سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے۔[۱]

---

[۱] البدایة و النهایة: ج۱۲/۴۷۹۔

امام زین العابدین کی ولادت لگ بھگ ۳۸ھ میں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں اجلۂ صحابہ اور تابعین کے زیر سایہ نشو ونما پائی۔

نام، کنیت، لقب:

حضرت امام حسین کے تین صاحبزادوں کا نام علی ہے۔ تینوں میں امتیاز کے لیے علی اکبر، علی اوسط اور علی اصغر کہا جاتا ہے۔ امام زین العابدین علی اوسط ہیں۔ حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے معرکہ کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

امام ذہبی نے 'سیر اعلام النبلاء' میں لکھا ہے کہ امام زین العابدین کی کنیت ابوالحسن تھی، بعض لوگوں نے ابوالحسین اور بعض نے ابومحمد بھی لکھی ہے۔[۲]

'زین العابدین' اور 'زین السجاد' آپ کے القاب ہیں جو کثرت عبادات اور کثرت سجود کی بنیاد پر آپ کے شایان شان ہیں۔

واقعہ کربلا اور امام زین العابدین:

سانحہ کربلا کے وقت حضرت امام زین العابدین کا عنفوان شباب تھا، اس وقت آپ کی عمر ۲۲/۲۳ برس کے لگ بھگ تھی۔ آپ بھی قافلہ اہل بیت کے ہمراہ معرکہ حق و باطل میں شرکت کے لیے مدینہ منورہ سے کربلا روانہ ہوئے۔ اس درمیان آپ کی طبیعت سخت علیل ہوگئی۔ کربلا پہنچ کر مزاج اور زیادہ ناساز ہوگیا جس کے سبب آپ معرکے میں شرکت نہیں کرسکے۔ سرزمین کربلا پر گلشن اہل بیت کو تاراج کیا گیا۔ آپ نے اپنے آنکھوں کے سامنے اپنے بھائیوں، والد اور دیگر اہل بیت کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔ امام عالی مقام کی شہادت کے بعد جب معرکہ سرد ہوا اور قافلہ اہل بیت کو یزید کے دربار میں پیش کرنے کے لیے لے جایا گیا تو اس میں آپ بھی تھے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ یزید نے آپ کا اکرام کیا اور پوچھا کہ آپ کو کہاں بھیج دیا جائے، آپ نے واپس مدینہ منورہ جانے کے لیے فرمایا، چنانچہ قافلہ اہل بیت کو مدینہ منورہ واپس بھیج دیا گیا۔ سانحہ کربلا کے وقت آپ کا بیمار ہوجانا اور جنگ میں شرکت نہ کرپانا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم مصلحت اور حکمت تھی کیوں کہ امام حسین کے صاحبزادوں میں صرف آپ ہی باقی رہے اور نسل حسینی آپ ہی کے ذریعے آگے بڑھی۔ اگر خدانخواستہ سرزمین کربلا میں آپ بھی شہید ہوگئے

---

[۲] سیر اعلام النبلاء: ج ۱/ص ۲۷۸، ترجمہ رقم ۳۹۱۴۔

ہوتے تو حضرت امام حسین کا سلسلہ اولاد منقطع ہو گیا ہوتا۔

امام زین العابدین کے شیوخ وتلامذہ:

حافظ ذہبی امام زین العابدین کے شیوخ حدیث کا ذکر کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے والد امام حسین سے روایت حدیث کی ہے۔آپ اپنے دادا جناب علی مرتضیٰ سے بھی مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ام المؤمنین حضرت صفیہ سے بھی آپ نے روایت کی ہے، یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔آپ نے حضرت عائشہ سے بھی روایت کی ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ان کے علاوہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابورافع، اپنے عم محترم حضرت امام حسن مجتبیٰ، حبر الامہ حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ام سلمہ، حضرت مسور بن مخرمہ، زینب بنت ابی سلمہ، مروان بن حکم، عبید اللہ بن ابی رافع، حضرت سعید بن مسیّب، سعید بن مرجانہ، ذکوان مولیٰ حضرت عائشہ اور حضرت عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حافظ ذہبی نے آپ سے روایت کرنے والے ائمہ ومحدثین میں سے بعض کے اسما درج کیے ہیں۔جن میں آپ کے صاحبزادگان حضرت امام ابو جعفر محمد باقر، حضرت عمر بن علی، حضرت زید شہید اور حضرت عبداللہ شامل ہیں۔ان کے علاوہ آپ سے روایت کرنے والوں میں امام زہری، امام یحییٰ بن سعید، حضرت ہشام بن عروہ اور عمرو بن دینار جیسے ارباب علم وفضل اور اصحاب فقہ وحدیث نمایاں ہیں۔حکم بن عتیبہ، زید بن اسلم، ابوالزناد، علی بن جدعان، مسلم البطین، حبیب بن ابی ثابت عاصم بن عبیداللہ، عاصم بن عمر بن قتادہ، قعقاع بن حکیم، ابوحازم الاعرج، عبداللہ بن مسلم بن ہرمز، محمد بن فرات تیمی اور منہال بن عمرو وغیرہ شامل ہیں۔[۳]

طلب علم اور تواضع وانکساری:

امام زین العابدین باب مدینۃ العلم کے پوتے اور خود علوم نبویہ کے وارث تھے، لیکن اس کے باوجود بھی آپ حصول علم کے ہمیشہ مشتاق رہا کرتے تھے، جہاں بھی ان کو علم کی شمع جلتی ہوئی نظر آتی بلا تکلف اس سے استفادہ فرماتے تھے، اس میں آپ کوئی عار محسوس نہ کرتے۔آپ اکثر حضرت زید بن اسلم کی مجلس علم میں بیٹھتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت نافع بن جبیر نے آپ سے کہا کہ ''اے امام! آپ سید الناس ہیں اور لوگوں میں سب سے افضل ہیں پھر بھی آپ اِس غلام (زید

[۳]مرجع سابق: نفس صفحہ۔

بن اسلم) کی مجلس میں جاتے ہیں؟''۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ'' آدمی کو جہاں سے بھی علم حاصل ہو اس کو چاہیے کہ اس کو اخذ کرے''۔[۴]

جودونوال:

حافظ ابونعیم 'حلیۃ الاولیا' میں اپنی سند سے عمر بن دینار کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت محمد بن اسامہ بن زید سخت بیمار ہوئے، امام زین العابدین ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت محمد بن اسامہ رونے لگے، امام زین العابدین نے رونے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ میرے اوپر قرض ہے، امام زین العابدین نے پوچھا کہ آپ کے اوپر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا پندرہ ہزار دینار، امام زین العابدین نے بلاتأمل فرمایا کہ آپ بے فکر ہو جائیں وہ قرض اب میرے ذمے ہے۔[۵]

غرباپروری:

امام ذہبی نے 'سیر اعلام النبلاء' میں، ابن سعد نے 'طبقات' میں اور حافظ ابونعیم نے 'حلیۃ الاولیا' میں امام زین العابدین کی سخاوت، فیاضی، دریا دلی اور مخلوق خدا کی خدمت و مدد کے سلسلے میں متعدد واقعات اپنی اپنی سندوں سے روایت کیے ہیں۔ سیرت نگاروں اور مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام زین العابدین سخاوت و فیاضی میں اپنے اجداد کے سچے وارث تھے۔ غربا پروری کا یہ عالم تھا کہ مدینہ منورہ میں آپ ۱۰۰رغریب گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے اور وہ بھی اس شان سے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی تھی، حتیٰ کہ جن لوگوں تک آپ سامان خورد ونوش پہنچاتے تھے ان کو بھی خبر نہیں تھی کہ یہ سامان کون پہنچاتا ہے۔ آپ رات کے اندھیرے میں ان غربا کے گھر سامان پہنچاتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو اس کے بعد سے رات میں سامان پہنچنے کا سلسلہ موقوف ہو گیا، اس سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ نیک بندہ جو رات میں ہمارے لیے خاموشی سے سامان لایا کرتا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ امام زین العابدین تھے۔ بعض روایتوں کے مطابق جب بعد وصال آپ کو غسل دیا جانے لگا تو غسل دینے والوں نے پشت کی جانب کندھوں کے بیچ میں ایک نشان دیکھا، جس سے معلوم ہوا کہ آپ رات میں آٹے کی بوری کندھے پر لاد کر نکلتے تھے اور غربا

---

[۴] حلیۃ الاولیا: ج۳/ص۱۳۸۔

[۵] مرجع سابق: ص۱۴۱۔

ومساکین میں تقسیم کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی پشت پر نشان بن گیا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ چھپا کر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔آپ کے وصال کے بعد لوگوں نے کہا کہ آج معلوم ہوا کہ چھپا کر صدقہ کرنا کیا ہوتا ہے۔[٦]

تقویٰ و پرہیز گاری:

حضرت سعید بن مسیّب سے کسی نے کہا کہ مَیں نے فلاں سے زیادہ متقی و پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا، اس پر حضرت ابن مسیّب نے فرمایا کہ کیا تم نے علی بن حسین کو دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں، حضرت ابن مسیّب نے فرمایا کہ مَیں نے علی بن حسین سے بڑھ کر متقی و پرہیز گار کسی کو نہیں پایا۔[٧]

اسوۂ رسول ﷺ:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امام زین العابدین نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا اور اپنی باندی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر عبد الملک نے ملامت کی کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ اپنی شہزادی ایک غلام کو دیدی اور خود ایک لونڈی کو اپنے نکاح میں لے آئے۔آپ نے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة یعنی تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی مبارک زندگی میں پیروی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا تھا۔مَیں نے جو کیا ہے وہ اسی اسوۂ رسول کی پیروی میں کیا ہے۔[٨]

خشیت الٰہی:

ابراہیم بن محمد شافعی نے سفیان سے باسناد مرسل روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امام زین العابدین نے حج کا ارادہ کیا، جب حج کے لیے احرام باندھا تو آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور آپ پر کپکپی طاری ہوگئی اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) بھی نہیں کہہ سکے، لوگوں نے

---

[٦] مرجع سابق: ص ١٣٦۔

[٧] سیر أعلام النبلاء: ج ١/ص ٢٧٦٩، ترجمہ رقم ٣٩١٤۔

[٨] البدایة و النهایة: ج ١٢/ ٤٩١۔

کہا کہ آپ تلبیہ کیوں نہیں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا مَیں ڈرتا ہوں کہ مَیں اِدھر سے اللہم لبیک کہوں اور اُدھر سے جواب آئے لا لبیک۔ پھر آپ نے لبیک اللہم لبیک کہا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ سواری سے گر گئے۔ پھر حج کے اختتام تک آپ کی خشیت اور گریہ وزاری کی یہی کیفیت رہی۔[۹]

عبادت کی تین قسمیں:

امام زین العابدین نے فرمایا کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے جو اپنے آقا کے عقاب کے خوف سے عبادت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ جنت کی امید پر عبادت کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ کچھ لوگ محض اللہ کے شکر کے لیے اس کی بندگی کرتے ہیں یہ نہ تاجروں کی عبادت ہے نہ غلاموں کی عبادت ہے بلکہ یہ آزاد مردوں کی عبادت ہے۔[۱۰]

گریہ وزاری:

امام زین العابدین بہت رقیق القلب اور کثیر البکا تھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں اتنا روئے کہ آپ کی آنکھیں جاتی رہیں، جب کہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت یوسف کا وصال ہوگیا یا نہیں۔ جب کہ میرا حال یہ ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے میرے گھر کے دسیوں افراد ایک ہی دن میں شہید کر دیے گئے، کیا تم گمان کرتے ہو کہ ان کا غم میرے دل سے چلا جائے گا۔[۱۱]

تفقہ اور ثقاہت:

علمائے جرح وتعدیل بہ اتفاق رائے آپ کو ثقہ، مامون اور حجت تسلیم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے بلا تکلف اپنی کتب میں آپ سے مروی احادیث درج کی ہیں۔ امام ذہبی نے امام زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ''مَیں نے علی بن حسین سے

---

[۹] سير أعلام النبلاء: ج۱/ص ۲۷۶۹، ترجمہ رقم ۳۹۱۴۔

[۱۰] حلیۃ الاولیا: ج۳/ص۱۳۴۔

[۱۱] البداية و النهاية: ج۱۲/ ۴۸۸۔

زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا''۔[۱۲]۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں:

كان علي بن الحسين ثقة ماموناً، كثير الحديث، عالياً، رفيعاً ورعا۔[۱۳]

حضرت علی بن حسین ثقہ اور مامون تھے، کثیر الحدیث، عالی مرتبت، رفیع القدر صاحب ورع تھے۔

افتخار اہل بیت:

امام زین العابدین کے بارے ان کے معاصر ائمہ بیک زبان شہادت دیتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے میں اہل بیت کے درخشاں ستارے اور ان میں علم وفضل کے اعتبار سے سب سے افضل تھے۔ حضرت معمر زہری سے روایت کرتے ہیں کہ امام زہری نے فرمایا کہ:

لم أدرك من أهل البيت أفضل من علي بن الحسين[۱۴]

مَیں نے اہل بیت میں حضرت علی بن حسین سے افضل کسی کو نہیں پایا۔

حضرت عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ما رأيت فيهم مثل علي بن الحسين [۱۵]

مَیں نے اہل بیت میں حضرت علی بن حسین کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

ابن وہب امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک فرمایا کرتے تھے:

لم يكن في أهل البيت مثله[۱۶]

اہل بیت میں کوئی ان کی مثل نہیں ہے۔

خوف آخرت:

امام زین العابدین اپنے ان تمام فضائل وکمالات کے باوجود اس درجہ خوف آخرت رکھتے

---

[۱۲] تذکرۃ الحفاظ: ج۱/ص۶۴۔

[۱۳] طبقات کبریٰ: ج۷/ص۲۱۹۔

[۱۴] سیر اعلام النبلاء: ج۱/ص۲۷۶۹، ترجمہ رقم ۳۹۱۴۔

[۱۵] مرجع سابق: نفس صفحہ۔

[۱۶] مرجع سابق: نفس صفحہ۔

تھے کہ آخرت کا خیال آتے ہی گریہ کناں ہوجایا کرتے تھے۔ حافظ ذہبی ابونوح انصاری کی روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

وقع حريق في بيت فيه علي بن الحسين وهو ساجد فجعلوا يقولون يـا ابـن رسـول الـلـه النارفما رفع رأسه حتى طفئت فقيل له في ذلك فقال الهتني عنهاالنار الاخرى۔[۱۷]

ایک گھر میں حضرت علی بن حسین سجدہ کر رہے تھے کہ اس میں آگ لگ گئی، لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے شہزادے آگ آگ۔ آپ نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا یہاں تک کہ آگ بجھ گئی، جب آپ سے اس بارے میں عرض کیا گیا (کہ آپ نے آگ کے باوجود سر سجدے سے نہیں اٹھایا اور گھر سے باہر نہیں آئے) تو آپ نے فرمایا کہ ''مجھے آخرت کی آگ نے اِس آگ سے غافل کر دیا''۔

امام زین العابدین کی نظر میں شیخین کا مرتبہ:

ابوحازم مدنی روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے سنا کہ کسی نے امام زین العابدین سے سوال کیا کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا مقام تھا؟۔ اس سوال کے جواب میں امام زین العابدین نے قبر اطہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بارگاہ رسالت میں ان دونوں حضرات کا وہی مقام ومرتبہ تھا جو اِس وقت ہے۔ یعنی جس طرح یہ دونوں حضرات آج حضور رسالت مآب ﷺ کے پہلو میں آرام فرمارہے ہیں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں یہی مقام قرب واتصال ان دونوں حضرات کو حیات ظاہری میں بھی حاصل تھا۔

حافظ ذہبی نے یحییٰ بن کثیر کی روایت درج کی ہے، وہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ''مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ بتایئے''۔ آپ نے فرمایا کہ ''کیا تم صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟''، اُس سائل نے حیرت سے کہا کہ ''کیا

---

[۱۷] مرجع سابق: نفس صفحہ۔

آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں؟''، آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کا نام صدیق انہوں نے رکھا ہے جو مجھ سے افضل و بہتر ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ حضرات مہاجرین اور حضرات انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تو جوان کو صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ اس کی بات کو کبھی سچا نہ کرے۔ تو یہاں سے دفع ہو جا اور جا کر پہلے ابوبکر و عمر سے محبت کر۔[۱۸]

کشادہ قلبی:

ابو یعقوب مدنی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر امام زین العابدین اور ان کے چچا زاد بھائی حضرت حسن بن حسن کے درمیان کچھ ناراضگی ہوگئی، حضرت حسن نے غصے میں حضرت زین العابدین کو کافی کچھ کہہ دیا، حضرت زین العابدین خاموش سنتے رہے، حضرت حسن واپس چلے گئے۔ جب رات ہوئی تو امام زین العابدین حضرت حسن بن حسن کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت حسن سے فرمایا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! جو کچھ تم نے میرے بارے میں کہا اگر وہ سچ ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر سچ نہیں جھوٹ ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے، تم پر سلامتی و رحمت ہو۔ یہ سننا تھا کہ حضرت حسن بن حسن نے امام زین العابدین کو سینے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔[۱۹]

عبادت گزاری:

مصعب بن عبداللہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت زین العابدین دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے، ان کا یہ معمول ان کے وصال تک برابر جاری رہا۔ آپ کی اس عبادت گزاری کی وجہ سے ہی آپ کا لقب 'زین العابدین' ہوا۔[۲۰]

اولاد امجاد:

یہ ہم پیچھے لکھ چکے ہیں کہ مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا کہ نسل حسینی امام زین العابدین کے واسطے سے آگے بڑھے، اس لیے معرکہ کربلا میں آپ بیماری کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے اور صحیح

---

[۱۸] مرجع سابق: ص ۲۷۷۰۔

[۱۹] مرجع سابق: ۲۷۷۱۔

[۲۰] مرجع سابق: ۲۷۷۰۔

سلامت مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ آپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت دی اور ساری دنیا میں نسل حسینی پھیل گئی۔

علاء الدین المدرس نے آپ کی اولاد امجاد کے سلسلے میں تحقیق کی ہے۔ ان کی کتاب 'النسب والمصاهرة بين أهل البيت والصحابة' سے استفادہ کرتے ہوئے یہاں آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں کے اسما درج کیے جاتے ہیں۔

آپ کا عقد حضرت امام حسن مجتبیٰ کی شہزادی سے ہوا، جن سے حضرت حسن، حضرت حسین اکبر، حضرت امام محمد باقر اور حضرت عبداللہ تولد ہوئے۔ آپ کی دیگر ازواج سے حضرت عمر، حضرت امام زید شہید، حضرت علی، حضرت حسین اصغر، حضرت سلیمان، حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ کی صاحبزادیوں میں سیدہ خدیجہ، سیدہ علیہ (ام علی)، سیدہ کلثوم، سیدہ ملیکہ، سیدہ حسنہ (ام الحسن)، سیدہ ام الحسین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن شامل ہیں۔ [۲۱]

وصال اور مزار مبارک:

آپ کے سنہ وصال کے بارے میں امام ذہبی نے ۴؍اقوال ذکر کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ واقدی، ابوعبید، بخاری، فلاس اور امام زین العابدین کے پوتے امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ امام زین العابدین کا وصال سنہ ۹۴ھ میں ہوا۔ حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے فرمایا کہ امام زین العابدین کا وصال ۱۴؍ربیع الاول شب سہ شنبہ سنہ ۹۴ھ میں ہوا۔ ابونعیم اور شباب نے کہا کہ آپ کا وصال سنہ ۹۲ھ میں ہوا۔ معن بن عیسیٰ نے سنہ ۹۳ھ اور یحییٰ بن بکیر نے سنہ ۹۵ھ لکھا ہے۔ لیکن امام ذہبی کے نزدیک پہلا والا قول صحیح ہے۔ [۲۲]

آپ کے سنہ وصال کے بارے میں گو کہ روایات میں اختلاف ہے لیکن یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اپنے تایا امام حسن مجتبیٰ کے پہلو میں آخری آرام گاہ قرار پائی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

انہیں بقیع میں دفن کیا گیا، اسی قبر میں جس میں ان کے چچا حسن بن علی رضی اللہ

---

[۲۱] النسب والمصاهرة بين أهل البيت والصحابة: ص ۲۶۸۔

[۲۲] سير أعلام النبلاء: ج ۱/ص ۲۷۶۹، ترجمہ رقم ۳۹۱۴۔

تعالیٰ عنہ مدفون تھے، اس کے بعد اسی قبر میں ان کے لڑکے محمد باقر اوران کے
بیٹے کے بیٹے جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دفن کیے گئے۔کمال ہے اس
قبر کی بزرگی اور کرامت پر اور آج یہ قبر ایک قبے میں ہے کہ جس میں عباس بن
عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔[۲۳]

افسوس کہ سعودی حکومت نے اس قبے کو شہید کردیا۔آج وہاں قبے کی جگہ صرف پتھر رکھا
ہے جو اس مبارک قبر کا نشان ہے اور وہاں بھی اہل محبت وعقیدت کو صحیح طرح سے فاتحہ پڑھنے کی
بھی اجازت نہیں ہے۔

☆☆☆

---

[۲۳]احوال ائمہ اثنا عشر:ص۴۳۔

ابوفراس ہمام بن غالب فرزدق تمیمی

فَــرَزْدَقْ (وفات: ۱۱۰ھ) عہد بنوامیہ کا ایک قدآور شاعر ہے، بصرہ میں پیدا ہوا اور یہیں نشو ونما ہوئی، ہم عصر اموی شاعر جریر سے اس کی خوب شعری معرکہ آرائیاں ہوئیں جن کے قصے اور اشعار آج بھی شائقین ادب کے لیے دلچسپی کا موضوع ہیں۔

فرزدق نے اپنی شاعری میں انداز بیان اور اسلوب میں جدتیں دکھائیں، خاندانی فخر و مباہات کی غلوآمیز مثالیں اس کے کلام میں نمایاں ہیں، ایام عرب کے قصے اور قدیم جاہلیت کے تصورات کے احیا میں اس نے بڑا زور صرف کیا۔[۲۴]

اس کی شاعری کے اسی پہلو کے مدنظر ماہرین ادب کا یہ قول مشہور ہے کہ ''اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو عربی زبان کا تہائی حصہ تلف ہو جاتا''۔[۲۵]

فرزدق کے اخلاق و کردار اور عادات واطوار کے بارے میں تقریباً سبھی مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ''وہ ایک برا شخص تھا، اس کے اخلاق گھٹیا تھے، فسق و فجور کا عادی اور عیاشی کا دلدادہ تھا''۔[۲۶]

آدمی عملی طور پر کتنا ہی برا کیوں نہ ہو مگر کبھی کبھی اس کے اندر ایمانی اور اسلامی حمیت بیدار ہو ہی جاتی ہے، صحن کعبہ کا مذکورہ واقعہ اسی ذیل میں آتا ہے۔

فرزدق کی قید و بند اور امام کی سخاوت:

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب فرزدق کا یہ مدحیہ قصیدہ ہشام نے سنا تو بہت ناراض ہوا اور اس قصیدے کی پاداش میں فرزدق کو قید خانے میں ڈلوا دیا۔ جب امام زین العابدین کو خبر ہوئی کہ ہشام نے فرزدق کو قید کروا دیا ہے اور اس کا جرم صرف یہ ہے کہ اس نے آپ کی مدح میں

---

[۲۴] تاریخ ادبیات عربی: ص۱۰۳۔

[۲۵] تاریخ ادب عربی: ص۱۴۷۔

[۲۶] تاریخ ادبیات عربی: ص۱۰۲۔

قصیدہ نظم کیا تھا، اس سے آپ کا دریائے سخاوت جوش میں آیا اور آپ نے بطور انعام ایک خطیر رقم فرزدق کو بھجوائی، مگر فرزدق نے یہ کہہ کر وہ انعام لینے سے انکار کر دیا کہ ''مَیں نے وہ قصیدہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نظم کیا تھا، اس کے ذریعے دنیاوی مال و دولت کمانا مقصود نہیں تھا''، لیکن امام زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم خاندان اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی کو عطا کر دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے''۔ بالآخر فرزدق نے آپ کے اس انعام کو قبول کر لیا۔

علامہ ابن خلکان 'وفیات الاعیان' میں لکھتے ہیں:

فلما سمع هشام هذه القصيدة غضب وحبس الفرزدق وانفذ له زين العابدين اثنى عشر الف درهم فردها وقال مدحته لله تعالىٰ لا للعطا فقال انا اهل بيت اذا وهبنا شيئالا نستعيده فقبله[۲۷]

ترجمہ: جب ہشام نے یہ قصیدہ سنا تو غضب ناک ہوا اور فرزدق کو قید میں ڈال دیا، امام زین العابدین نے اس کے لیے ۱۲ر ہزار درہم بطور تحفہ بھجوائے تو ہشام نے وہ تحفہ واپس کر دیا اور کہا کہ ''مَیں نے ان کی مدح و ثنا صرف اللہ تعالیٰ کی (خوشنودی کی) خاطر کی تھی، عطا و بخشش کے لیے نہیں کی تھی''، حضرت زین العابدین نے ارشاد فرمایا کہ ''ہم اہل بیت جب کوئی چیز عطا کر دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے''، تو فرزدق نے وہ تحفہ قبول کر لیا۔

امام یافعی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

قصیدۂ میمیہ باعث نجات اور ذخیرۂ آخرت:

امام زین العابدین کے تحفے کے جواب میں فرزدق نے جو بات کہی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے یہ قصیدہ محض دینی اور اسلامی حمیت کے باعث نظم کیا تھا، اس قصیدے کو فی البدیہ نظم کرنے کے پیچھے کوئی دنیاوی غرض یا لالچ نہیں تھی۔ اسی لیے بعض اہل علم اور صاحبان دل نے فرمایا ہے کہ اسی قصیدے کی وجہ سے فرزدق کی نجات و مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے۔

'وفیات الاعیان' میں علامہ ابن خلکان (وفات: ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

---

[۲۷] وفیات الاعیان: ج۶/ص ۹۷۔

وتنسب اليه مكرمة يرجى له بها الجنة[۲۸]

ترجمہ: فرزدقؔ کی جانب ایک ایسا کارنامہ منسوب ہے جس کی بدولت اس کے لیے جنت کی امید کی جاتی ہے۔

تقریباً یہی بات 'مرآۃ الجنان' میں امام یافعی (وفات: ۷۶۸ھ) نے بھی لکھی ہے:

وتنسب الى الفرزدق مكرمة يرتجى له بها الرحمة فى دار الآخرة[۲۹]

ترجمہ: فرزدقؔ کی جانب ایک ایسا کارنامہ منسوب ہے جس کے ذریعے آخرت میں اس کے لیے رحمت کی امید کی جاتی ہے۔

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی اس قصیدے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

امید ہے کہ پروردگار تعالیٰ آخرت میں فرزدقؔ کی اسی قصیدے کی بنیاد پر بخشش فرمادے گا۔[۳۰]

پھر حضرت شیخ نے شیخ الحرمین ابوعبداللہ قرطبی سے منسوب ایک قول بھی نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

اگر اللہ کے یہاں ابوفراس کا اس قصیدے کے علاوہ کوئی اور عمل نہ بھی ہو تو یہی اس کی مغفرت کے لیے کافی ہوگا کیوں کہ یہ سلطان جابر کے روبرو اعلائے کلمۃ الحق ہے۔[۳۱]

اہل علم اور صاحبان دل کے ان اقوال کو دیکھ کر یہ گناہ گار راقم الحروف بھی اس قصیدے کے ترجمہ کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کرنے کے صلے میں رسول وآل رسول (علیہ وعلیہم السلام) سے شفاعت اور اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کا امیدوار ہے۔

☆☆☆

---

[۲۸] مرجع سابق: ص ۹۵۔

[۲۹] مرآۃ الجنان: ج ۱/ص ۲۳۹۔

[۳۰] احوال ائمۂ اثناعشر: ص ۳۹۔

[۳۱] مرجع سابق۔

ہشام بن عبدالملک ایک تعارف

ابوالولید ہشام اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کا بیٹا تھا۔ سنہ ۷۰ھ کے آس پاس پیدا ہوا۔ ناز ونعم میں پرورش پائی، انتہائی ذہین، عقل منداورزیرک تھا۔ اہل علم کی صحبت پسند کرتا تھا۔ اس کے والد خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ اس نے محراب مسجد میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے، حضرت سعید بن مسیّب سے خواب کی تعبیر پوچھی گئی، آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے چار بیٹے خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، عبدالملک کے چار بیٹے ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

ہشام بن عبدالملک اپنے بھائی یزید بن عبدالملک کی وفات کے بعد شعبان ۱۰۵ھ میں خلیفہ مقرر ہوا، اُس وقت اس کی عمر کم وبیش ۳۴ر برس تھی۔ اس کے عہد خلافت میں قیصریۃ الروم بزور شمشیر فتح ہوا۔ خجرہ فتح کیا گیا۔ حرسنہ فتح ہوا جوملطیہ کے نواح میں واقع ہے۔

امام سیوطی 'تاریخ الخلفا' میں لکھتے ہیں کہ ہشام بہت عقل منداور زیرک خلیفہ تھا۔ بیت المال میں اس وقت تک کوئی مال داخل نہیں ہونے دیتا تھا جب تک چالیس افراد گواہی نہ دے دیں کہ یہ مال حق سے حاصل کیا گیا ہےاوراس میں سے تمام اہل حق کا حق ادا کردیا گیا ہے۔

امام سیوطی نے سحبل بن محمد کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا "مَیں نے خلفا میں خوں ریزی کو ناپسند کرنے والا ہشام سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا"۔

حافظ ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' میں لکھتے ہیں کہ معاملات خلافت میں ہشام بہت زیرک تھا، مال کو جمع کرنے والا اورقدرے بخل کرنے والا تھا۔ سمجھ دار، عمدہ تدبیر کرنے والا، ہر چھوٹے بڑے معاملے پر گہری نظر رکھنے والا اورنہایت حلیم و بردبار تھا۔

ہشام نے ۱۹ر برس ۷ر یا ۸ ماہ حکومت کی۔ ربیع الآخر ۱۲۵ھ میں وفات ہوئی۔ اس کے بھتیجے ولید بن یزید نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہی اس کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ [۳۲]

[۳۲] ماخوذاز: البداية والنهاية: ج۱۳/۱۵۱ر تا ۱۵۹۔ تاریخ الخلفا: ۱۷۲/۱۷۳۔

قصیدۂ میمیہ: ایک تحقیقی مطالعہ

قصیدے کے انتساب کا قضیہ:

امام زین العابدین، ہشام بن عبد الملک اور فرزدق کے ساتھ صحن کعبہ میں پیش آنے والا مذکورہ واقعہ کافی شہرت رکھتا ہے، بے شمار اصحاب سیر وتذکرہ نے اس واقعے کو مکمل قصیدے یا قصیدے کے بعض اشعار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس قصیدے کے سلسلے میں علما وادبا اور اصحاب تاریخ کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے، یہ اختلاف قصیدے کے شاعر اور ممدوح دونوں کے بارے میں ہے۔ جن لوگوں نے اس کو ثابت مانا ہے ان میں اکثر اہل علم کا ماننا ہے کہ یہ قصیدہ فرزدق کا ہے جو امام زین العابدین کی شان میں کہا گیا تھا، بعض حضرات نے قصیدے کی نسبت حزین کنانی [۳۳] کی جانب کی ہے مگر قصیدے کا ممدوح امام زین العابدین ہی کو قرار دیا ہے۔ بعض حضرات نے اس قصیدے کے دو شعروں کو حزین کی جانب منسوب کر کے ان کا ممدوح عبد اللہ بن عبد الملک کو قرار دیا ہے، بعض حضرات نے قصیدے کے شاعر کی حیثیت سے تو فرزدق کا ذکر کیا ہے مگر قصیدے کا ممدوح امام زین العابدین کی بجائے ان کے والد امام حسین کو قرار دیا ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ قصیدہ جریر کا ہے، بعض نے کہا کہ یہ قصیدہ کثیر کا ہے جو اس نے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام محمد باقر کی شان میں کہا تھا۔

اس اختلاف رائے کے سلسلے میں اب تک جو حوالے ہمارے مطالعے میں آئے ہیں تلخیص واختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

(۱) حافظ ابونعیم اصفہانی (وفات: ۴۳۰ھ) نے 'حلیۃ الاولیا' میں امام زین العابدین کے تذکرے کے ضمن میں صحن کعبہ کا یہ واقعہ نقل فرما کر قصیدے کے ۸/ اشعار درج کیے ہیں، شاعر کی

---

[۳۳] عمرو بن عبید بن وہب بن مالک ابو الحکم، شعرائے بنو امیہ میں تھا، ۹۰/ ہجری میں وفات ہوئی۔

حیثیت سے فرزدق اور ممدوح کی حیثیت سے امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔[۳۴]

(۲) ابن خلکان (وفات: ۶۸۱ھ) نے 'وفیات الاعیان' میں پورا واقعہ ذکر کر کے مکمل قصیدہ نقل کیا ہے، فرزدقؔ کو شاعر اور امام زین العابدین کو ممدوح قرار دیا ہے۔[۳۵]

(۳) امام یافعی (وفات: ۷۶۸ھ) نے بھی 'مرآۃ الجنان' میں واقعے کے ساتھ مکمل قصیدہ نقل کیا ہے، آپ نے بھی واقعہ فرزدق اور امام زین العابدین سے ہی منسوب کیا ہے۔[۳۶]

(۴) حافظ ابن کثیر (وفات: ۷۷۴ھ) نے 'البدایہ والنہایہ' میں الصولی اور جریری کے طرق کے حوالے سے امام زین العابدین، ہشام اور فرزدقؔ کا واقعہ ذکر کر کے فرزدقؔ کے نام سے مکمل قصیدہ نقل کیا ہے [۳۷]۔ یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ضروری ہے کہ حافظ نے واقعے یا اس کے طرق پر کوئی نقد و جرح نہیں کی ہے، بلکہ ان کے ایک بیان (جو آگے آرہا ہے) سے اشارہ ملتا ہے کہ وہ ان اشعار کے فرزدق کی طرف انتساب اور امام زین العابدین کی مدح میں ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات: ۱۰۵۲ھ) نے یہ پورا واقعہ نقل کر کے شاعر کی حیثیت سے فرزدق اور ممدوح کی حیثیت سے امام زین العابدین کو تسلیم کیا ہے، نیز آپ نے مولانا جامی کی فارسی مثنوی سے ۳۲؍ اشعار نقل کیے ہیں جو اس قصیدے کے منظوم فارسی ترجمے پر مشتمل ہیں۔[۳۸] (اس مثنوی کا تذکرہ آگے آرہا ہے)

(۶) امام طبرانی (وفات: ۳۶۰ھ) نے 'المعجم الکبیر' میں ابوحنیفہ محمد بن حنیفہ الواسطی، یزید بن عمرو بن البراء الغنوی، سلیمان بن الہیثم کی سند سے یہ واقعہ ذکر کیا ہے، سلیمان بن الہیثم کا بیان ہے کہ یہ واقعہ فرزدق اور امام حسین کے درمیان پیش آیا، فرزدقؔ نے یہ اشعار امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں فی البدیہ نظم کیے تھے۔ 'المعجم الکبیر' میں طبرانی نے

---

[۳۴] حلیۃ الاولیا: ج۳/ص۱۳۹۔

[۳۵] وفیات الاعیان: ج۶/ص۹۵،۹۶۔

[۳۶] مرآۃ الجنان: ج۱/ص۲۳۹، تا ۲۴۱۔

[۳۷] البدایۃ والنھایۃ: ج۱۲/ص۴۹۱، تا ۴۹۴۔

[۳۸] احوال ائمۂ اثنا عشر: ص۴۰،۴۱۔

قصیدے کے ۹ ر شعر نقل کیے ہیں۔[۳۹]

اس روایت پر تنقید کرتے ہوئے شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یہ روایت دو وجہوں سے ایک وہم اور خطا معلوم ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ائمہ کا اس کے خلاف پر اتفاق ہے جیسا کہ ذکر ہوا اور دوسری وجہ جیسا کہ دار قطنی نے روایت کی ہے کہ فرزدق نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا مگر ایک بار مکہ کے راستے میں۔[۴۰]

حافظ ابن کثیر نے طبرانی کی یہ روایت نقل کر کے مندرجہ ذیل تنقید کی ہے:

ترجمہ: امام حسین کے تذکرے کے ذیل میں طبرانی نے اسی طرح روایت کیا ہے، حالانکہ یہ غریب ہے، اس لیے کہ مشہور یہ ہے کہ یہ اشعار فرزدق نے علی بن حسین کی شان میں کہے ہیں نہ کہ ان کے والد (امام حسین) کی شان میں اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لیے کہ فرزدق نے امام حسین کو صرف اسی وقت دیکھا تھا جب وہ حج کے لیے جارہا تھا اور امام حسین عراق جارہے تھے، تو حضرت حسین نے فرزدق سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا تو اس نے وہ جواب دیا تھا جو پیچھے گذرا، پھر اس سے جدائی کے کچھ ہی دن بعد امام حسین شہید کر دیے گئے تھے تو فرزدق نے امام حسین کو کعبے کا طواف کرتے ہوئے کہاں دیکھ لیا؟ واللہ اعلم۔[۴۱]

(۷) ابوتمام (وفات: ۲۳۱ھ) نے 'دیوان الحماسہ' میں اس قصیدے کے ۵ ر شعر حزین لیثی (کنانی) کے نام سے درج کیے ہیں، مگر ان کا ممدوح عبداللہ بن عبدالملک کی بجائے امام زین العابدین ہی کو قرار دیا ہے۔ ان پانچ اشعار میں ایک شعر یہ بھی ہے:

یغضی حیاء ویغضی من مهابته　　　فما یکلم الا حین یبتسم

یہ ان دو شعروں میں سے ایک ہے جن کو آمدی اور ابوالفرج وغیرہ نے بھی حزین کی طرف

---

[۳۹] المعجم الکبیر: ج ۳/ص ۱۰۶، ۱۰۷۔

[۴۰] احوال ائمہ اثناعشر: ص ۳۹۔

[۴۱] البدایة والنهایة: ج ۱۱/۵۹۲۔

منسوب کیا ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

'دیوان الحماسہ' کے مشہور شارح خطیب تبریزی نے شرح میں لکھا ہے کہ "کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار فرزدق کے ہیں"۔[۴۲] اس کے بعد اختصار کے ساتھ صحن کعبہ والا واقعہ نقل کیا ہے۔

(۸) ابوعبداللہ المصعب الزبیری (وفات: ۲۳۶ھ) نے کتاب 'نسب قریش' میں مندرجہ ذیل دو شعر نقل کیے ہیں:

یغضی حیاء ویغضی من مهابته	فما یکلم الا حین یتسم
فی کفه خیزران ریحها عبق	فی کف اروع فی عرنینه شمم

ان دونوں شعروں کو عبداللہ بن عبدالملک کے تذکرے میں حزیؔن کی طرف منسوب کر کے درج کیا ہے[۴۳]۔

(۹) ابوالقاسم الحسن ابن بشیر الآمدی (وفات: ۳۷۰ھ) نے 'المؤتلف والمختلف' میں ان دونوں شعروں کا انتساب حزیؔن کی طرف کرتے ہوئے ان کو عبداللہ بن عبدالملک کی مدح میں قرار دیا ہے۔[۴۴]

(۱۰) ابن قتیبہ الدینوری (وفات ۲۷۰ھ یا ۲۷۶ھ) نے 'الشعر والشعراء' میں یہ دونوں اشعار شاعر کا نام ذکر کیے بغیر نقل کیے ہیں اور ان کو "بعض بنوامیہ" کی شان میں قرار دیا ہے۔[۴۵]

(۱۱) ابوالفرج اصفہانی (وفات: ۳۵۶ھ) نے 'الاغانی' میں یہ دونوں شعر حزین کی طرف منسوب کر کے عبداللہ بن عبدالملک کی مدح میں قرار دیے ہیں۔ ساتھ ہی یہ ریمارک بھی دیا ہے:

> ترجمہ عبارت: بعض لوگوں نے ان دونوں شعروں کو فرزدق کے ان اشعار کے ذیل میں روایت کیا ہے جو اس نے امام علی بن حسین کی مدح میں نظم کیے تھے جن کا پہلا شعر یہ ہے:
>
> هذاالذی تعرف البطحاءالخ

---

[۴۲] شرح دیوان الحماسہ: ج۴/ص۸۲۔

[۴۳] نسب قریش: ص۱۶۴۔

[۴۴] المؤتلف والمختلف: ص۱۱۱۔

[۴۵] الشعر والشعراء: ۶۴/۶۵۔

اور یہ راویوں کی غلطی ہے کیوں کہ یہ دونوں شعر اس پایے کے نہیں ہیں جن سے
امام علی بن حسین جیسوں کی مدح کی جائے اس لیے کہ ان کی تو وہ فضیلت ہے
جو کسی اور میں نہیں ہے۔[۴٦]

'وفیات الاعیان' کے حاشیے میں اصفہانی کی اس عبارت سے ڈاکٹر احسان عباس نے یہ نتیجہ نکالا کہ:

فالقصیدة صحیحة النسبة الی فرزدق فی رأی ابی الفرج الا ان البیتین
السادس و السابع لیسا منها[۴۷]

ترجمہ: ابوالفرج کی رائے میں قصیدے کی نسبت فرزدق کی جانب درست ہے
سوائے اس کے کہ چھٹا اور ساتواں شعر اس کے قصیدے کے نہیں ہیں۔

(۱۲) دیوان فرزدق میں بھی یہ قصیدہ امام زین العابدین کی مدح میں مذکورہ واقعے کے ساتھ درج ہے۔[۴۸]

(۱۳) حضرت شیخ محقق کے بقول بعض حضرات نے ان اشعار کی نسبت جریر کی طرف کی ہے، بعض نے کثیر سے منسوب کر کے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام محمد باقر کی مدح میں قرار دیا ہے۔ان دونوں روایتوں کے اصل ماخذ تک ہماری رسائی نہیں ہوسکی، ہاں البتہ شیخ نے ان روایتوں کے بارے میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ''یہ تمام حکایات غلط ہیں''۔[۴۹]

ان تمام اقوال و روایات سے مندرجہ ذیل نتائج نکالے جاسکتے ہیں:

الف: محدثین، مؤرخین اور ادبا کی ایک بڑی جماعت (جس میں حافظ ابن کثیر جیسے محتاط مؤرخ اور حضرت شیخ جیسے محقق بھی شامل ہیں) نے قصیدے کے شاعر کی حیثیت سے فرزدق اور ممدوح کی حیثیت سے امام زین العابدین کو تسلیم کر کے اس واقعے کو کثرت سے نقل کیا ہے۔

ب: امام طبرانی کی جس روایت سے قصیدے کے ممدوح امام حسین قرار پاتے ہیں اس روایت پر حافظ ابن کثیر اور شیخ محقق کی تنقید برمحل اور معقول ہے۔

---

[۴٦] الاغانی: ج۱۴/ص۷۵۔

[۴۷] حاشیہ وفیات الاعیان: ج٦/ص۹۵۔

[۴۸] دیوان فرزدق مشمولہ مجموعہ خمسہ دواوین۔

[۴۹] احوال ائمہ اثنا عشر: ص۴۲۔

ج: المصعب زبیری، آمدی، ابن قتیبہ اور ابوالفرج اصفہانی نے حزین کی طرف پورا قصیدہ منسوب نہیں کیا بلکہ صرف دو اشعار کا انتساب کیا ہے، اس سے قصیدے کے باقی اشعار کو فرزدق سے منسوب کرنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دو شعر فرزدق کے قصیدے کے نہیں ہیں غلطی سے اس میں درج ہو گئے ہیں، جیسا کہ ابوالفرج اصفہانی کا موقف ہے۔

د: یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ کوئی احادیث مبارکہ یا حلال وحرام کا معاملہ نہیں ہے جس میں روایت ودرایت کا وہ سخت معیار برتا جائے جو احادیث رسول ﷺ کے ردوقبول میں برتا جاتا ہے، یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس کا تعلق تاریخ ادبیات سے بھی ہے۔ اگر عام تاریخی واقعات اور ادبی شہ پاروں کے ردوقبول میں بھی روایت ودرایت کا وہی سخت معیار برتا جائے تو تاریخ اور ادب دونوں کا قافیہ تنگ ہو جائے گا۔

ہ: قصیدے کے متن، اشعار کی ترتیب اور تعداد میں اختلاف روایت کو اس کے خلاف دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیوں کہ ایسا اختلافِ روایت صرف اسی ایک قصیدے میں نہیں ہے بلکہ ادب جاہلی اور ادب اسلامی دونوں کے بہترین شعری اور نثری شہ پاروں میں اس قسم کا اختلاف روایت موجود ہے، جو ماہرین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

و: قصیدے کی زبان، اسلوب، آہنگ، فکر اور پرواز خیال کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو فرزدق کی دیگر شعری کاوشوں سے ہم آہنگ نہ ہو۔

قصیدے کا منظوم فارسی ترجمہ:

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے اپنی معروف کتاب 'سلسلۃ الذہب' میں امام زین العابدین اور ہشام بن عبدالملک کے اس پورے واقعے کو بطور مثنوی نظم کیا ہے، اسی میں انہوں نے قصیدے کے مفہوم کو بڑی عمدگی اور خوبی سے فارسی نظم کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ یہ مثنوی ۸۶/اشعار پر مشتمل ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

ناگہاں نخبۂ نبی و ولی	زین عباد بن حسین علی
در کسائے بہائے حلہ نور	بر حریم حرم فگند ظہور
برطرف می گذشت بہر طواف	در صف خلق می فتاد شگاف
زد قدم بہر استلام حجر	گشت خالی زخلق راہ گذر

شامی کرد از ہشام سوال کیست ایں با چنیں جلال و جمال
از جہالت درآں تعلل کرد در شناسائیش تجاہل کرد
گفت نہ شناسمش نہ دانم کیست مدنی یا یمانی یا مکی است
بو فراس آں سخن ورِ نادر بود در جمعِ شامیاں حاضر
گفت من می شناسمش نیکو زو چہ پرسی بسوئے من کن رو
آں کس است ایں کہ مکہ وبطحا زم زم و بوقبیس وخیف ومنیٰ
حرم وحل وبیت ورکن وحطیم ناو دان و مقامِ ابراہیم
مروہ، مسعیٰ، صفا، حجر، عرفات طیبہ، کوفہ وکربلا و فرات
ہر یک آمد بقدر او عارف بر علو مقام او واقف[۵۰]

قصیدہ میمیہ کی تخمیس اور شروح:

فرزدق کے اس فنی شہ پارے کی مقبولیت اور شہرت کے پیش نظر علما، ادبا اور شعرا نے اس کی شروح، اس کی تضمین اور دیگر زبانوں میں اس کے ترجمے کیے ہیں۔ ان کاوشوں کے مصنفین اہل سنت اور اہل تشیع دونوں مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

تضمین کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی قصیدے کے اشعار پر تین مصرے لگا کر اس کو خمسے کی شکل دے دی جائے، عربی میں اس صنف کو تَخْمِیْس کہتے ہیں۔ آغا بزرگ طہرانی نے اپنی کتاب 'الذریعة الی تصانیف الشیعة' میں اس قصیدے کی تَخْمِیْس کرنے والے مندرجہ ذیل پانچ شیعی شعرا کا ذکر کیا ہے:

(۱) الشیخ محمد بن اسماعیل ابن خلفہ (م:۱۲۴۲ھ)
(۲) السید ابوالفتح نصر اللہ بن الحسین الموسوی الحائری (م:۱۱۶۸ھ)
(۳) السید راضی بن السید صالح القزوینی النجفی (م:۱۲۸۷ھ)
(۴) مصطفیٰ بن الجواد الخالصی
(۵) الشیخ درویش علی البغدادی[۵۱]

---

[۵۰] سلسلۃ الذہب برحاشیہ نفحات الانس: ص۲۹۴/ ۲۹۵۔
[۵۱] الذریعة الی تصانیف الشیعة: جلد۴، مادہ تخم۔

'کتاب خانہ شیعہ' کے مؤلفین نے قصیدۂ میمیہ کی مندرجہ ذیل شروح کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) شرح قصیدہ الفرزدقیۃ المیمیۃ: میرزا ابوالحسین بن حسین جیلانی (م:۱۳۱۳ھ)

(۲) شرح قصیدۃ الفرزدق: سید علی خان مدنی (م:۱۱۱۸ھ)

(۲) شرح قصیدۃ الفرزدق: فاضل علی رضا تبیان الملک رضائی (م مابعد ۱۳۰۶ھ)

(۳) شرح قصیدۃ الفرزدق: ملا علی قاریوز آبادی قزوینی (م:۱۲۹۰ھ)

(۴) شرح قصیدۃ الفرزدق: قاسم رسائی بن حسین مشہدی

(۵) شرح قصیدۃ الفرزدق: علی بن محمد بن ابراہیم حسینی عاملی (م:۱۳۰۳ھ)

(۶) شرح قصیدۃ الفرزدق: میرزا محمد بن سلیمان تنکابنی (م:۱۳۲۰ھ)

(۷) شرح قصیدۃ الفرزدق: محمد شفیع بن محمد علی استر آبادی (م:۱۰۷۵ھ)

(۸) شرح قصیدۃ الفرزدق: محمد بن طاہر سماوی (م:۱۳۷۰ھ)[۵۲]

آخر الذکر شرح کا ذکر عمر رضا کحالہ نے بھی 'معجم المؤلفین' میں کیا ہے۔ شرح کا نام 'الکواکب السماویة في شرح قصیدة الفرزدقیة العلویة' ہے۔[۵۳] یہ شرح سید محمد صادق بحر العلوم نجفی (م:۱۳۹۹ھ) کی تعلیقات کے ساتھ دار الاضواء بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

مندرجہ بالا شروح اور تخمیسات میں سے کسی تک ہماری رسائی نہیں سکی، لہٰذا ان پر کوئی تبصرہ یا ان کا کوئی تعارف پیش نہیں کیا جا سکتا۔ درج بالا کتب کے علاوہ اس سلسلے کی تین کاوشیں ہماری دسترس میں آئی ہیں۔ ذیل میں ان تینوں کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

شرح قصیدہ میمیہ از مولانا جمیل احمد بلگرامی:

اس شرح کا نام ''درر نضید شرح قصیدہ فرزدق تمیمی'' ہے، اس کے مصنف انیسویں صدی کے ایک عالم مولانا جمیل احمد بلگرامی ہیں۔ اس شرح پر مولانا سید حسن احمد بلگرامی کی ۵ر صفحات پر مشتمل فارسی میں طویل تقریظ ہے، مولانا محمد اعلم بلگرامی نے عربی میں تقریظ ارقام فرمائی ہے، مزید یہ کہ انہوں نے ''مثنوی تاریخ'' کے عنوان سے ۱۷ر اشعار پر مشتمل فارسی میں منظوم تقریظ بھی رقم کی ہے۔

---

[۵۲] کتابخانہ شیعہ: باب کتاب شناسی امام زین العابدین، حرف شین، آن لائن ایڈیشن

[۵۳] معجم المؤلفین: ج۳/ص۳۳۵۔

قصیدے کے مفردات کے معانی سمجھنے اور اشعار کے مفاہیم تک رسائی حاصل کرنے کے لیے یہ ایک مفید اور عمدہ شرح ہے، مگر مصنف کا اسلوب ذرا گنجلک اور فارسی نثر قدرے مشکل ہے، اس لیے فارسی کی متوسط صلاحیت رکھنے والے کو اس شرح کو سمجھنے کے لیے مزید ایک اور شرح کی ضرورت ہے۔

مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ شعر نقل کرنے کے بعد پہلے وہ ''تقطیع'' کے عنوان سے شعر کی عروضی حیثیت واضح کرتے ہیں، پھر مفردات کی لفظی اور معنوی تشریح کرتے ہیں۔ پھر ''نحو'' کا عنوان دے کر شعر کی ترکیب نحوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اس کے بعد ''معنی'' کے عنوان سے شعر کا عمومی معنی و مفہوم بیان کرتے ہیں۔ سب سے آخر میں ''مزایا'' کا عنوان دے کر شعر میں موجود بعض وجوہ بلاغت اور نحوی وصرفی لطائف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مولانا جمیل احمد بلگرامی نے مقدمۂ کتاب میں قصیدے کے بعض فضائل درج کرنے کے بعد ایک جگہ لکھا ہے کہ:

> قصیدے کے ان تمام فضائل کے باوجود اس کی کوئی شرح دیکھنے سننے میں نہیں آئی اور نہ ہی کسی تذکرے اور تاریخ میں اس کا کوئی ذکر دیکھا گیا، حالانکہ گمان غالب یہی ہے کہ لوگوں نے اس بیش بہا نگینے کو بغیر انگوٹھی کے نہ چھوڑا ہوگا۔[۵۴]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس قصیدے کی کوئی شرح یا ترجمہ وغیرہ مولانا بلگرامی کی بھی دسترس میں نہیں آسکا تھا۔

یہ شرح ۱۱۲ر صفحات پر مشتمل ہے، مولانا سید عبداللہ بلگرامی کی تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ ۱۸۷۳ء میں مطبع نول کشور کانپور سے شائع ہوئی ہے۔ نول کشور کا یہ نایاب وقدیم نسخہ کتب خانہ قادریہ بدایوں میں محفوظ ہے۔

تخمیس قطب الدین فی مدح سیدنا زین العابدین :

علامہ قطب الدین محمود علی ابن میر غیاث علی حیدرآبادی متخلص بہ فاضل نے قصیدۂ میمیہ کی تضمین بطور خمسہ کی ہے، ساتھ ہی فارسی زبان میں (اپنے خمسے سمیت) قصیدے کی شرح کی ہے۔ ابتدا میں تمہید کے بعد ایک مقدمہ لکھا ہے جو تین فوائد پر مشتمل ہے:

---

[۵۴] مفہوم عبارت: درر نضید ص ۴۔

فائدہ اول: در بیان بحر وقافیہ
فائدہ دوم: در بیان معنی قطعہ وقصیدہ بحسب اصطلاح عرب وعجم
فائدہ سوم: درسبب نظم ایں قصیدہ
اسی طرح آخر میں ''تذئیل'' کے عنوان سے تین فوائد ذکر کیے ہیں جن میں بالترتیب ممدوح قصیدہ حضرت امام زین العابدین، باعث نظم قصیدہ ہشام بن عبدالملک اور شاعر قصیدہ فرزدق تمیمی کا تعارف کروایا ہے۔
مطلع کی تضمین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هذا الذی فرض المولی مودته　　　　هذا الذی یظهر القرآن عظمته
من ذا الذی نفسه انفیٰ وعزته　　　　هذا الذی تعرف البطحاء وطأته
و البیت یعرفه و الحل و الحرم

ہر بند کے بعد فارسی میں اس کی شرح کی ہے۔ پہلے الشرح کے عنوان سے لغوی اور نحوی و صرفی شرح ہے، پھر المعنی کے عنوان سے بند کا عمومی معنی بیان کرتے ہیں۔ یہ فارسی شرح و تضمین ۱۳۱۶ھ میں ظفر پریس حیدرآباد سے شائع ہوئی تھی۔ یہ نسخہ کتب خانہ قادریہ میں موجود ہے۔

التخمیس المقبول فی مدح ابن الرسول:

یہ بھی سابق الذکر علامہ قطب الدین محمود علی ابن میر غیاث علی حیدرآبادی کی شرح وخمسہ ہے۔ یہ شرح عربی زبان میں ہے۔ یہ خمسہ گذشتہ خمسے کے علاوہ ہے، اگرچہ بعض جگہ پورے یا آدھے مصرعے ٹکرا گئے ہیں۔ عربی زبان میں شرح کے ساتھ ساتھ حاشیے میں بزبان فارسی پانچوں مصرعوں کا ترجمہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
مطلع کی تضمین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هذا الذی فرض المولی مودته　　　　هذا الذی اوجب الرحمن طاعته
من ذا الذی لیس طواعاً امامته　　　　هذا الذی تعرف البطحاء وطأته
و البیت یعرفه و الحل و الحرم

آخر میں 'خاتمہ' کے عنوان سے عربی زبان میں تینوں متعلقہ حضرات یعنی امام زین العابدین، فرزدق اور ہشام کا ترجمہ بھی درج کر دیا ہے۔ یہ شرح حیدرآباد سے ۱۳۲۲ھ میں شائع ہوئی، یہ

نسخہ بھی کتب خانہ قادری میں محفوظ ہے۔

قصیدے کے بعض دیگر پہلو:

عروضی حیثیت سے یہ قصیدہ بحر بسیط میں ہے، عربی قصیدے کے جو عناصر ترکیبی ہیں یعنی تشبیب، گریز، دعا وغیرہ وہ اس میں نہیں ہیں کیوں کہ یہ ایک خاص موقع پر برجستہ کہا گیا تھا اور اس وقت صرف مدح مقصود تھی اس لیے اس میں تشبیب وغیرہ نظم نہیں کی گئی، ایسے قصیدوں کو اصطلاح میں ''مقتضب'' کہتے ہیں۔

ہم نے پیچھے ذکر کیا تھا کہ جن حضرات نے قصیدہ نقل کیا ہے ان کی نقل میں اشعار کی تعداد اور ترتیب دونوں میں اختلاف ہے، یافعی نے 'مرآۃ الجنان' میں ۲۵/ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ۲۷/اور ابن کثیر نے 'البدایہ والنہایۂ' میں ۲۸/اشعار درج کیے ہیں۔ جب کہ 'دیوان فرزدق میں ۲۷/اور مولانا جمیل احمد بلگرمی کی شرح 'درر نضید' میں ۲۹/اشعار ہیں۔ ہم ترجمے کے ذیل میں اس اختلاف کی طرف اشارہ کریں گے۔

ان تمام کتابوں میں وارد اشعار کو یک جا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدے کے اشعار مرویہ کی مجموعی تعداد ۳۰/ہے، جیسا کہ ذکر ہوا کہ سب سے زیادہ (۲۹/) اشعار 'درر نضید' میں ہیں لہٰذا ہم اسی کو اصل بنا کر اس میں درج کردہ متن اور ترتیب کے مطابق یہاں قصیدہ درج کر رہے ہیں۔ مختلف کتب میں منقول قصیدے کے متن میں بھی بعض جگہ اختلاف ہے مگر یہ اختلاف صرف چند اشعار کے چند الفاظ میں ہے اور یہ اختلاف بھی اکثر جگہ ہم معنی الفاظ کی حد تک ہے اس سے شعر کے عمومی معنی ومفہوم پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا ہم نے اس کا اظہار ضروری نہیں سمجھا کہ یہ مضمون اس ''تحقیقی طوالت'' کا متحمل نہیں ہے۔

ماہرین کے نزدیک یہ قصیدہ عربی شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے، معانی وبیان کی وہ خوبیاں جو کسی نگارش کو فنی شہ پارے کی حیثیت عطا کر دیتی ہیں وہ تمام اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اصول تحقیق کا تقاضا ہے کہ ترجمے کے ذیل میں ان وجوہ بلاغت اور اسرار معانی کی طرف بھی اشارہ کیا جائے، مگر یہ طول عمل بھی ہے اور ایک اردو داں قاری کے لیے، غیر ضروری بھی اس لیے ہم اس سے صرف نظر کر رہے ہیں۔

☆☆☆

قصیدۂ میمیہ کا متن مع ترجمہ

(۱)

هـذَا الَّـذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہٗ وَالْبَیْـتُ یَـعْـرِفُـہٗ وَالْـحِلُّ وَالْحَرَمُ

ترجمہ: یہ وہ مقدس شخصیت ہے کہ جس کے نقش قدم کو وادیٔ بطحا (یعنی مکہ مکرمہ) پہچانتی ہے، اور بیت اللہ (یعنی کعبہ) اور حل وحرم سب ان کو جانتے پہچانتے ہیں۔

(۲)

هـذَا ابْـنُ خَیْـرِ عِبَـادِ اللّٰـهِ کُلِّهِمِ هـذَاالتَّـقِـیُّ الـنَّـقِـیُّ الـطَّاهِرُ الْعَلَمُ

ترجمہ: یہ تو اس ذات گرامی کے لخت جگر ہیں جو اللہ کے تمام بندوں میں سب سے بہتر ہیں (یعنی حضور اکرم ﷺ) یہ پرہیزگار، تقویٰ والے، پاکیزہ، صاف ستھرے اور قوم (قریش) کے سردار ہیں۔

(۳)

اِذا رَأتْـہٗ قُـرَیْـشٌ قَـالَ قَـائِلُهـا اِلٰـی مَـکَـارِمِ هـذَا یَـنْتَهِی الْکَرَمُ

ترجمہ: جب ان کو قبیلہ قریش کے لوگ دیکھتے ہیں تو ان کو دیکھ کر کہنے والا یہی کہتا ہے کہ ان کی بزرگی وجواں مردی پر بزرگی وجواں مردی ختم ہے۔

(۴)

یَـنْمِیْ اِلٰی ذِرْوَةِ الْعِزِّ الَّذِیْ قَصُرَتْ عَـنْ نَیْـلِـهٖ عَرَبُ الْاِسْلامِ وَالْعَجَمُ

ترجمہ: یہ عزت و بزرگی کے اس اوج کمال پر فائز ہیں جس کے حصول سے اسلام کے عرب وعجم قاصر ہیں۔

(۵)

یَـکَـادُ یُـمْسِـکُـہٗ عِرْفَـانَ رَاحَتِـهٖ رُکْـنُ الْـحَـطِیْمِ اِذَا مَاجَاءَ یَسْتَلِمُ

ترجمہ: جب وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے آتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ حجر اسود ان کی خوشبو پہچان کر ان کا ہاتھ پکڑ لے گا۔

(۶)

فِیْ کَفِّہٖ خَیْزُرَانٌ رِیْحُہٗ عَبِقٌ　　فِیْ کَفِّ اَرْوَعَ فِیْ عِرْنِیْنِہٖ شَمَمُ

ترجمہ: ان کے دست مبارک میں ایک عصا ہے جو عمدہ خوشبو والا ہے، یہ عصا ایسے عمدہ اور بہترین شخص کے ہاتھ میں ہے جو بلند ناک والا ہے۔ (یعنی عزت وشرف والا ہے)

(۷)

یَغْضِیْ حَیَاءً وَیُغْضیٰ مِنْ مَھَابَتِہٖ　　فَمَا یُکَلَّمُ اِلَّا حِیْنَ یَبْتَسِمُ

ترجمہ: وہ شرم وحیا سے نگاہیں نیچی رکھتے ہیں اور ان کے رعب و ہیبت سے دوسروں کی نگاہیں نیچی رہتی ہیں، اس لیے ان سے اسی وقت گفتگو کی جا سکتی ہے جب وہ تبسم فرما رہے ہوں۔

(۸)

یَنْشَقُّ نُوْرُ الْھُدیٰ مِنْ نُوْرِ غُرَّتِہٖ　　کَالشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِھَا الظُّلَم

ترجمہ: ان کی روشن ومنور پیشانی سے ہدایت کا نور پھوٹ رہا ہے، جیسے تاریکیاں سورج کے نور سے چھٹ جاتی ہیں۔

(۹)

مَنْ جَدُّہٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِیَاءِ لَہٗ　　وَفَضْلُ اُمَّتِہٖ دَانَتْ لَہُ الْاُمَمُ

ترجمہ: یہ وہ ذات گرامی ہے کہ جن کے جد محترم (حضور اکرم ﷺ) کے سامنے تمام انبیائے کرام کی فضیلتیں سرنگوں ہیں (یعنی وہ تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں) اور تمام امتوں کی بزرگی اور فضیلت ان کی امت کے آگے سر خم کیے ہوئے ہے۔ (یعنی ان کی امت تمام امتوں سے افضل ہے) 'مرآۃ الجنان' اور 'وفیات الاعیان' دونوں میں یہ شعر نہیں ہے۔

(۱۰)

مُنْشَقَّۃٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ نَبْعَتُہٗ　　طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ وَالْخِیْمُ وَالشِّیَمُ

ترجمہ: آپ کی اصل اور نمود رسول اکرم ﷺ سے ہے، آپ کے عناصر اور طبیعت وعادت سب عمدہ اور پاکیزہ ہیں۔

(۱۱)

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةٍ اِنْ كُنْتَ جَاهِلَهٗ　　　بِجَدِّهٖ اَنْبِيَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُوا

ترجمہ: یہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لخت جگر ہیں، اگر تو ان کو نہیں جانتا (تو سن لے کہ) ان کے محترم نانا (حضور اکرم ﷺ) پر انبیائے کرام کے سلسلے کا اختتام ہوا ہے۔

(۱۲)

اَللّٰهُ شَرَّفَهٗ قِدْماً وَعَظَّمَهٗ　　　جَرَىٰ بِذَاكَ لَهٗ فِىْ لَوْحِهٖ الْقَلَمُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے قدیم زمانے سے ان کو شرف وعظمت عطا فرمائی اور ان کے لیے اسی شرف وعظمت کے واسطے اس کی لوح محفوظ میں قلم چل چکا ہے۔ (یعنی شرف وعظمت ان کا مقدر کی جا چکی ہے)۔

(۱۳)

اَللَّيْثُ اَهْوَنُ مِنْهُ حِيْنَ تُغْضِبُهٗ　　　وَالْمَوْتُ اَيْسَرُ مِنْهُ حِيْنَ يُهْتَضَمُ

ترجمہ: اگر تم ان کو غصہ دلا دو تو پھر (ان کے غصے کے مقابلے) شیر کا غصہ بھی ہلکا ہے، اور اگر ان پر ظلم وستم کر دیا جائے تو (اس ظلم وستم کی سزا اور بدلے کے مقابلے میں) موت بھی آسان ہے۔

دیوان فرزدق، 'البدایہ والنہایہ'، 'مرآۃ الجنان' اور 'وفیات الاعیان' چاروں میں یہ شعر نہیں ہے۔

(۱۴)

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هٰذَا بِضَائِرِهٖ　　　اَلْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ اَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ

ترجمہ: تمہارا یہ کہنا کہ "یہ کون ہیں؟" ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، جس ذات گرامی (کو پہچاننے) سے تو انکار کر رہا ہے ان کو تو عرب وعجم سب جانتے ہیں۔

(۱۵)

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا　　　تُسْتَوْكَفَانِ وَلَا يَعْرُوْهُمَا عَدَمُ

ترجمہ: ان کے دونوں ہاتھ ایسے فریادرس اور بخشنے والے ہیں کہ ان کا نفع عام ہے، ان ہاتھوں سے مسلسل خیرات تقسیم کی جاتی ہے (اس کے باوجود بھی) اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(۱۶)

سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ لَا تُخْشىٰ بَوَادِرُهٗ　　　يَزِيْنُهٗ اثْنَانِ حُسْنُ الْخَلْقِ وَالشِّيَمُ

ترجمہ: وہ نرم خو ہیں ان کی تیزی (جلد غصہ ہونے) سے خوف نہیں کیا جاتا، وہ دونوں خوبیوں سے آراستہ ہیں حسن صورت اور (عمدہ) عادات۔

(۱۷)

حَمَّالُ اَثْقَالِ اَقْوَامٍ اِذَا فُدِحُوْا　　　حُلْوُ الشَّمَائِلِ تَحْلُوْ عِنْدَهٗ نِعَمُ

ترجمہ: جب لوگ (قرض سے) گراں بار ہو جائیں تو وہ لوگوں کا بار اٹھانے والے ہیں، ایسے شیریں خصلت والے ہیں کہ ان کا احسان بھی شیریں ہو جاتا ہے۔

(۱۸)

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ　　　لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمُ

ترجمہ: آپ نے تشہد میں ''اشہدان لا الٰہ الا اللہ'' کہنے کے علاوہ کبھی ''لا'' (نہیں) نہیں فرمایا، اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کا یہ لا (نہیں) بھی ''نعم'' (ہاں) ہوتا۔ یعنی کسی مانگنے والے کے جواب میں آپ کی زبان سے کبھی ''نہیں'' نہ نکلا۔

(۱۹)

لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ مَيْمُوْنٌ نَقِيْبَتُهٗ　　　رَحْبُ الْفِنَاءِ اَرِيْبٌ حِيْنَ يَعْتَزِمُ

ترجمہ: کبھی وعدہ خلافی نہ کرنے والے، مبارک نفس والے، وسیع صحن والے اور جب ٹھان لیتے ہیں تو کر گذرنے والے ہیں۔ یہ شعر دیوان میں نہیں ہے۔

(۲۰)

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْاِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ　　　عَنْهَا الْعِنَايَةُ وَالْاِمْلَاقُ وَالْعَدَمُ

ترجمہ: ان کا جود ونوال تمام خلائق کے لیے عام ہے، اس لیے اس

(مخلوق) کے رنج وغم، مفلسی اور تنگ دستی دور ہوگئی۔

(۲۱)

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِيْنٌ وَبُغْضُهُمْ   كُفْرٌ وَقُرْبُهُمْ مَنْجىً وَمُعْتَصَمُ

ترجمہ: وہ تو اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی محبت عین ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے، اور ان کا قرب جائے پناہ اور سہارا ہے۔

(۲۲)

اِنْ عُدَّ اَهْلُ التُّقَى كَانُوا اَئِمَّتَهُمْ   اَوْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ قِيْلَ هُمُ

ترجمہ: یہ تو ان لوگوں میں سے ہیں کہ اگر پرہیز گاروں کو شمار کیا جائے تو یہ حضرات پرہیز گاروں کے امام ہوں گے، یا اگر یہ پوچھا جائے کہ زمین میں سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ تو جواب میں کہا جائے گا کہ یہی (اہل بیت) ہیں۔

(۲۳)

لَا يَسْتَطِيْعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ   وَلَا يُدَانِيْهِمُ قَوْمٌ وَاِنْ كَرُمُوْا

ترجمہ: کوئی جواں مرد اور سخی ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی قوم ان کے قریب پہنچ سکتی ہے اگر چہ کتنی ہی بزرگی والی کیوں نے ہو۔

(۲۴)

هُمُ الْغُيُوْثُ اِذَا مَا اَزْمَةٌ اَزَمَتْ   وَالْاُسْدُ اُسْدُالشَّرَىٰ وَالْبَاْسُ مُحْتَدِمُ

ترجمہ: جب سخت قحط لوگوں کو گھیر لے تو یہ حضرات ابر باراں ہیں جب معرکۂ کارزار گرم ہو تو یہ حضرات ''شریٰ'' کے شیروں کی طرح شیر ہیں۔

(عرب میں کوہ سلمیٰ کے ایک علاقے کا نام شریٰ ہے جہاں شیر بکثرت ہوتے تھے۔)

(۲۵)

لَا يَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطاً مِنْ اَكُفِّهِمِ   سِيَّانِ ذٰلِكَ اِنْ اَثَرُوْا وَاِنْ عَدِمُوْا

ترجمہ: تنگ دستی اور سختی ان کی جود وسخا کو کم نہیں کرتی، مال کا ہونا یا نہ ہونا ان کے لیے برابر ہے (یعنی ان کے پاس مال ہو یا نہ ہو اس سے ان کے سخاوت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔)

یہ شعر 'مرآۃ الجنان' میں نہیں ہے۔

(۲۶)

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰہِ ذِکْرُھُمُ　　فِیْ کُلِّ بَدْءٍ وَمَخْتُوْمٌ بِہٖ الْکَلِمُ

ترجمہ: اللہ کے ذکر کے بعد انہی کا ذکر سب سے مقدم ہے، اسی کے ذریعے آغاز ہوتا ہے اور اسی پر گفتگو ختم ہوتی ہے۔

(۲۷)

یَأبَی لَھُمْ اَن یَّحُلَّ الذَّمُّ سَاحَتَھُمْ　　خِیْمٌ کَرِیْمٌ وَاَیْدِی بِالنَّدَیٰ ھُضُمُ

ترجمہ: کوئی برائی ان کے دربار تک نہیں آسکتی، یہ نیک خو ہیں، ان کے ہاتھ عطا کرنے والے ہیں۔ یہ شعر دیوان میں نہیں ہے۔

(۲۸)

اَیُّ الْخَلَائِقِ لَیْسَتْ فِیْ رِقَابِھِمٖ　　لِاَوَّلِیَّۃِ ھٰذَا اَوْ لَہٗ نِعَمُ

ترجمہ: مخلوق میں وہ کون ہے جو ان کی غلامی میں نہیں ہے، ان کی اولیت وتقدم کی وجہ سے یا پھر ان کے احسانات کی وجہ سے۔ یہ شعر 'مرآۃ الجنان' میں نہیں ہے۔

(۲۹)

مَنْ یَعْرِفِ اللّٰہَ یَعْرِفْ اَوَّلِیَّۃَ ذَا　　وَالدِّیْنَ مِنْ بَیْتِ ھٰذَا نَالَہٗ الْاُمَمُ

ترجمہ: جو شخص اللہ کو جانتا ہے وہ ان کی اولیت اور تقدیم کو بھی جانتا ہے اور تمام لوگوں کو دین ان کے گھر سے ہی ملا ہے۔

(۳۰)

یُسْتَدْفَعُ الشَّرُّ وَالْبَلْوَی بِحُبِّھِم　　وَیَسْتَزِیْدُ بِہٖ الاِحْسَانُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: ان کی محبت کے وسیلے سے مصیبتیں اور آفتیں دور کی جاتیں ہیں اور ان کے ذریعے احسان وکرم میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ شعر دیوان اور 'البدایہ والنہایۂ' سے اضافہ کیا گیا ہے، 'درر نضید'، 'وفیات الاعیان' اور 'مرآۃ الجنان' وغیرہ میں نہیں ہے۔

☆☆☆

مراجع ومصادر

[۱]احوال ائمہ اثنا عشر: شیخ عبدالحق محدث دہلوی/مرتب و ناشر خسرو قاسم، علی گڑھ/ غیر مؤرخ۔

[۲] الأغانی: ابوالفرج اصفہانی/ مطبعۃ التقدم، قاہرہ/ غیر مؤرخ۔

[۳]البدایة و النهایة: اسماعیل ابن کثیر دمشقی/تحقیق ڈاکٹر عبداللہ بن المحسن الترکی/ دار ہجر، جیزہ، مصر/ ۱۹۹۸ء۔

[۴] تاریخ ادب عربی: احمد حسن زیات/ ترجمہ سید طفیل احمد مدنی/ الہٰ آباد/ ۱۹۸۵ء۔

[۵] تاریخ ادبیات عربی: سید ابوالفضل/ انجمن فیضان ادب حیدرآباد دکن/طبع یازدہم/ ۲۰۰۹ء۔

[٦]تاریخ الخلفاء: جلال الدین سیوطی/مطبع قیومی کانپور/ ۱۹۲۵ء

[۷]تخمیس قطب الدین فی مدح سیدنا زین العابدین: قطب الدین محمود علی حیدرآبادی/ظفر پریس حیدرآباد/ ۱۳۱٦ھ

[۸]التخمیس المقبول فی مدح ابن الرسول: قطب الدین محمود علی حیدرآبادی/ حیدرآباد/ ۱۳۲۲ھ

[۹]تذکرۃ الحفاظ: شمس الدین ذہبی/ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن/ ۱۳۰۹ھ

[۱۰]حلیة الاولیاء: ابونعیم اصفہانی/ دارالفکر بیروت/ ۱۹۹٦ء۔

[۱۱]درر نضید: جمیل احمد بلگرامی/مطبع نول کشور کانپور/۱۸۷۳ء۔

[۱۲] دیوان فرزدق مشمولہ مجموعہ خمسہ دواوین: المطبعة الوهبية قاہرہ/۱۲۹۳ھ۔

[۱۳]الذریعة الی تصانیف الشیعة: آغا بزرگ طہرانی/ المکتب العلوی، طہران۔

[۱۴]سلسلۃ الذہب: عبدالرحمٰن جامی/مطبع نول کشور کانپور/۱۸۷۴ء۔

[۱۵]سیر أعلام النبلاء: **حافظ شمس الدین ذہبی/ بیت الافکار الدولیہ، ریاض۔**

[۱۶]**شرح دیوان الحماسہ**: **خطیب تبریزی/مطبع بولاق، مصر/۱۲۹۶ھ۔**

[۱۷]الشعر والشعراء: **ابن قتیبہ الدینوری/تحقیق احمد محمد شاکر/ دارالمعارف قاہرہ/طبع ثانی۔**

[۱۸]الطبقات الکبریٰ: **محمد بن سعد بن منیع / مکتبہ خانجی قاہرہ/ ۲۰۰۱ء۔**

[۱۹]المؤتلف والمختلف: **الآمدی/تحقیق ڈاکٹر ف. کرنکو/ دارالجیل بیروت/ ۱۹۹۱ء۔**

[۲۰]مرآۃ الجنان: **الیافعی/ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن/ ۱۳۳۷ھ۔**

[۲۱] المعجم الکبیر: **الطبرانی/تحقیق حمدی عبدالمجید سلفی/ مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ۔**

[۲۲]**معجم المؤلفین**: **عمر رضا کحالہ/ مؤسسۃ الرسالہ بیروت/۱۹۹۳ء۔**

[۲۳]**نسب قریش**: **المصعب الزبیری/ دارالمعارف قاہرہ/طبع ثانی / غیر مؤرخ۔**

[۲۴]النسب والمصاهرة بين أهل البيت والصحابة: **علاء الدین المدرس/ مؤسسۃ المختار، قاہرہ/ ۲۰۰۵ء۔**

[۲۵]وفیات الاعیان: **ابن خلکان/تحقیق ڈاکٹر احسان عباس/ دار صادر بیروت/ ۱۹۷۷ء**

☆☆☆

بعض مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

#	کتاب	مصنف
۱	**احقاق حق**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۲	**عقیدۂ شفاعت** (اردو، ہندی، گجراتی)	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۳	**اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۴	**اکمال فی بحث شد الرحال**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۵	**فصل الخطاب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۶	**حرز معظم**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۷	**مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۸	**شوارق صمدیه ترجمه بوارق محمدیه**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۹	**تبکیت النجدی**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۱۰	**شمس الایمان**	مولانا محی الدین قادری بدایونی
۱۱	**تحقیق التراویح**	نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی
۱۲	**الکلام السدید**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۳	**رد روافض**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۴	**سنت مصافحه**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۵	**احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۶	**تبعید الشیاطین**	حافظ بخاری مولانا شاہ عبدالصمد سہسوانی
۱۷	**مردے سنتے ہیں؟**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۸	**مضامین شہید**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۹	**ملت اسلامیه کا ماضی حال مستقبل**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۲۰	**عرس کی شرعی حیثیت**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۱	**فلاح دارین** (اردو، ہندی، انگلش)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۲	**نگارشات محب احمد**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۳	**عظمت غوث اعظم**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۴	**شارحة الصدور**	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی
۲۵	**تذکرۂ نوری** (حصہ اول ودوم)	مولانا قاضی غلام شبر قادری بدایونی

۲۶	**احکام قبور**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۷	**اکمل التاریخ** (حصہ اول ودوم)	مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی
۲۸	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۹	**مثنوی غوثیہ**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۳۰	**عقائد اہل سنت** (اردو، ہندی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۱	**دعوت عمل** (اردو، انگلش، ہندی، مراٹھی، گجراتی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۲	**فلسفہ عبادات اسلامی**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۳	**مختصر سیرت خیر البشر**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۴	**احوال ومقامات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۵	**خمیازۂ حیات** (مجموعۂ کلام)	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۶	**باقیات ہادی**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۷	**مدینے میں** (مجموعۂ کلام)	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۸	**احادیث قدسیہ** (اردو، انگلش، گجراتی)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۳۹	**تذکرۂ ماجد**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۰	**خامہ تلاشی** (تنقیدی مضامین)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۱	**تحقیق وتفہیم** (تحقیقی مضامین)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۲	**عربی محاورات** مع ترجمہ وتعبیرات	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۳	**اسلام: ایک تعارف** (ہندی، انگلش، مراٹھی)	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۴	خیرآبادی سلسلہ علم وفضل کے احوال وآثار **خیرآبادیات**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۵	**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر**	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۶	**مفتی لطف بدایونی:** شخصیت اور شاعری	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۷	**حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں	مولانا اسید الحق قادری بدایونی
۴۸	**طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول)	مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
۴۹	**اسلام میں محبت الٰہی کا تصور**	مولانا دلشاد احمد قادری
۵۰	**تذکرۂ خانوادۂ قادریہ**	مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی
۵۱	**قصیدہ بانت سعاد** (ترجمہ وتحقیق)	مولانا عاصم اقبال قادری مجیدی